

۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Bustan ul-Aloom

وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ بِسَبِيلِكَ ذِكْرَ الْحَيٰلِ الْاَلِيَّةِ وَنَسَا
وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ بِسَبِيلِكَ ذِكْرَ الْحَيٰلِ الْاَلِيَّةِ وَنَسَا

اور جو اللہ کی راہ میں مائے جایش ان کو مُردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں مگر تم کو خبر نہیں (بقرہ، ۱۵۴)



السُّبُكَةُ

سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی
(مفتی شافعیہ، مدینہ منورہ)

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۱۳

۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

ادارہ مسعودیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ كَالَّذِينَ لَا

تَشْعُرُونَ (بقرہ: ۱۵۴)

(جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں، مگر تم کو خبر نہیں)

سید الشہداء

(حضرت امیر حمزہ)

○=== تالیف ===○

(سید جعفر بن حسن عبدالکریم برزنجی)

○=== ترجمہ ===○

علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری
(شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور)

○=== تقدیم ===○

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بین الاقوامی سلسلہ نمبر

(۱۳)

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۶ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	:	مناقب سید الشهداء حضرت امیر حمزہ <small>رضی اللہ عنہما</small>
مؤلف	:	سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی
مترجم	:	علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری
اشاعت (عربی)	:	دار المناقب، بیروت، نکوسیا ۱۴۱۵ھ
اشاعت اول (اردو)	:	ادارہ مسعودیہ، کراچی، پاکستان ۱۴۱۶ھ
طباعت	:	۱۹۹۵/۱۴۱۶ء
طابع	:	حاجی محمد الیاس نقشبندی مجددی
مطبع	:	ریٹیل آرٹس پریس، کراچی
تعداد	:	گیارہ سو
قیمت	:	۱۵ روپے

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، پاکستان
- ۲۔ ادارہ مسعودیہ، ۱۱ مین روڈ، المسعود، لاہور
- ۳۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔ جاپان مینشن، ریگل، صدر کراچی
- ۴۔ شہزاد پبلی کیشنز، ۲۷۲۔ بی، گل گشت کالونی، ملتان
- ۵۔ مکتبہ قادریہ، گنج بخش روڈ، لاہور

سلام

- سلام اس پر جو مشرف باسلام ہو کر سہارا بنا
- سلام اس پر جو اللہ کا شیر تھا
- سلام اس پر جو رسول اللہ (ﷺ) کا دست و بازو تھا
- سلام اس پر جس نے اسلام کا برملا اعلان کیا
- سلام اس پر جو بے باک و نڈر تھا
- سلام اس پر جس نے ابو جہل کی سرکوبی کی
- سلام اس پر جس نے ہجرت کا شرف حاصل کیا
- سلام اس پر جس نے غزوہ بدر میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے
- سلام اس پر جس نے غزوہ احد میں جاں بازی و جاں نثاری کا حق ادا کر دیا
- سلام اس پر جس کا سینہ پاک چاک چاک کر دیا گیا
- سلام اس پر جس کے دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے
- سلام اس پر جس کے جنازے پر سرکارِ دو عالم نے آنسو نچھاور کیے
- سلام اس پر جس کے فضائل و کمالات کی کوئی انتہا نہیں
- سلام اس پر جس کا پیکر تازنیں اب بھی تروتازہ اور معطر ہے
- سلام اس پر جو ہمارے سلام کا جواب دیتا ہے
- سلام اس پر جس کے مزار مبارک کی زیارت بڑی سعادت ہے
- سلام اس پر جس کی یاد و جد سکون و طمانیت ہے
- سلام اس پر جس کی شہادت رشکِ صد حیات ہے

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

جھلکیاں



حرف آغاز _____ تقدیم۔ پیش لفظ _____ تذکرہ
مولف _____ خطبہ



سید الشہدا اور عم رسول ﷺ ----- والدہ ماجدہ ----- اولاد امجاز
----- فضائل و کمالات ----- قبول اسلام ----- ابو جہل کی
سرکوبی ----- ہجرت مدینہ منورہ ----- اسلام کے پہلے علم بردار ----- جنگ
بدر میں جاں بازی ----- جنگ احد میں جاں نثاری ----- دوزخ کی آگ حرام
کردی گئی تھی ----- لاش مبارک دیکھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غضبناک
ہونا ----- جنازہ شریف پر سرورِ دو عالم ﷺ کا آنسو
بہانا ----- سید الشہداء اللہ اور رسول کے شیر تھے۔ سید الشہداء اور نزول
آیت قرآن ----- تکفین و تدفین ----- قبر شریف ----- سید الشہداء کا
غم ----- کعب بن مالک انصاری کا اظہارِ غم ----- سید الشہداء کے شہید رفقاء
کے فضائل و کمالات ----- شہداء احد اور نزول آیت قرآن ----- شہداء
کھاتے، پیتے، نماز پڑھتے اور باذن اللہ دونوں عالم میں تصرف فرماتے ہیں -----
چالیس سال کے بعد شہداء بدر کے جسم تروتازہ، معطر و معنبر تھے ----- غزوہ موتہ
کے شہیدوں کو شہادت کے بعد گھوڑوں پر سوار دیکھا گیا ----- شہداء احد سلام
کا جواب دیتے ہیں ----- تاجدارِ دو عالم ﷺ سال کے آخر میں شہداء احد کے
مزارات پر تشریف لے جاتے تھے ----- اہل مدینہ ماہِ رجب المرجب میں ہر سال
حاضری دیتے تھے۔



خاتمہ ----- دعائے خیر ----- حواشی و تعلیقات ----- مآخذ و مراجع

۵ حرف آغاز

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ (۲۱ فروری ۱۹۹۵ء) کو شہر مقدس میں ایک عارف کامل نے ”مناقب سید الشهداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کا مطبوعہ عربی نسخہ عنایت فرمایا اور ساتھ ہی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ اس کا اردو ترجمہ کرا کے شائع کر دیا جائے۔ یہ رسالہ مفتی شافعیہ سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی (۱۱۸۳ھ / ۱۷۷۰ء) کی تصنیف ہے۔۔۔۔۔۔ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے ہم سے ڈیڑھ سو برس زیادہ قریب تھے۔۔۔۔۔۔ جو دیار محبوب مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ تھے۔۔۔۔۔۔ جو مسجد نبوی شریف میں بیس برس خطیب رہے۔۔۔۔۔۔ یقیناً وہ عہد جدید کے کسی بھی فاضل سے زیادہ احترام و اعتماد کے مستحق ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ رسالہ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء میں دار المناقب (بیروت، لکوسیا) نے شائع کیا جو چھوٹے سائز کے ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کا متن مندرجہ ذیل قلمی اور مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔

۱۔ مخطوط ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء، مخرونہ مکتبہ آل ہاشم

۲۔ مطبوعہ نسخہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء، مطبع مبریہ

۳۔ مطبوعہ نسخہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء، مطبع ادبیہ

۴۔ مطبوعہ نسخہ مطبع حسان، قاہرہ

غالباً ”اسی ادارے نے اس رسالے میں بہت ہی مفید تعلیقات و حواشی کا اضافہ کیا ہے، یہ کام جس فاضل نے بھی کیا ہے، بہت خوب کیا ہے، مولائے کریم ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۹۹۵ء میں واصف احمد فاضل کابلی نے ”سیرت سید الشهداء (ابو عمارۃ) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما“ کے عنوان سے دارالنشر والکونسل (جده، سعودی عرب) سے ایک رسالہ شائع کیا ہے جو بڑے سائز کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں سابقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تقدیم

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

نہ پوئتم دریں بستاں سرا دل
 زبند این و آل آزادہ رفتہ
 چو باد صبح گردیدم دے چند
 گلاں را آب و رنگے دادہ رفتہ

زندگی وہی زندگی ہے جو محبوب کے قدموں پر قربان کر دی جائے۔۔۔۔۔ سلام
 ان پر جو قربان ہو گئے۔۔۔۔۔ سلام ان پر جو فدا ہو گئے!۔۔۔۔۔ سلام ان پر جو
 نثار ہو گئے۔۔۔۔۔ سلام ان پر جو جینے کا سلیقہ سکھا گئے!۔۔۔۔۔ سلام ان پر
 بلندیاں جن پر رشک کرتی ہیں۔۔۔۔۔ سلام ان پر روخنیاں جن پر پنچھاور ہوتی
 ہیں!۔۔۔۔۔ سلام ان پر فردوس بریں جن پر ناز کرتی ہے۔

ہاں چودہ سو برس پہلے چشم فلک نے شہیدوں کے سردار، جاں نثاروں کے سر تاج
 حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب (ﷺ) کو دیکھا تھا جو تاجدار دو عالم (ﷺ) کے
 پیارے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔۔۔۔۔ غیور، نڈر، بہادر، سخی، خوش اخلاق و دل
 نواز۔۔۔۔۔ اعلان نبوت سے قبل ۶۱۱ء (یا ۶۱۵ء) میں مشرف باسلام ہوئے، دین کو
 تقویت ملی، دشمنان اسلام سہم گئے۔۔۔۔۔ آپ نے گستاخان رسول کے منہ میں لگام
 دی۔۔۔۔۔ گستاخ رسول ابو جہل نے جب گستاخی کی تو اس کے سر پر اس زور سے
 کمان ماری کہ سر پھٹ گیا۔

آپ نے اپنے عمل سے بتایا کہ گستاخ رسول خواہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو کسی رعایت کا
 مستحق نہیں بلکہ عبرت ناک سزا کا مستحق ہے۔۔۔۔۔ حضور انور (ﷺ) نے ۵۲

راجعون!----- یہ وہی ہند ہے جس کو میدان احد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہما نے اس لیے قتل نہ کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ تلوار سے لڑ رہے تھے اور اس تلوار کی شان کے لائق نہ تھا کہ وہ ایک عورت کے خون سے آلودہ ہوتی، اس کے سر پر تلوار رکھ کر آپ نے ہٹالی مگر کیا معلوم تھا کہ یہی عورت، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایسا دردناک سلوک کرے گی۔۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! خاندان نبوت نے اسلام کی راہ میں کیسے کیسے ظلم و ستم سے اور عظیم قربانیاں پیش کیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بھی رنج و محن کی راہ سے گزارا تاکہ یہ سونا تپ کر اور نکھر جائے، چمک جائے اور پھر سے عالم کو چمکا دے!

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کا زخموں سے چور جسم نازنین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھا گیا، اللہ اللہ کیا جگر خراش منظر ہو گا۔

اے دل! ہوس برسر کارے نہ رسی
تاغم نخوری بھمکارے نہ رسی
تاسودہ نہ گردی چو حنا در تہ سنگ
ہرگز بکف پائے نگارے نہ رسی
یہ دل گداز منظر دیکھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابل پڑے، خوب آنسو بہائے۔۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ! یہ کس کی یادگاری ہے!
کیا کموں ”ان کی“ بستیاری کی
بستیاری سی بستیاری ہے!

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی نعش مبارک سامنے رکھی ہے اور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدت غم سے فرما رہے ہیں:

اے رسول اللہ کے چچا!
 اے اللہ! اور رسول اللہ کے شیر!
 اے حمزہ!
 اے نیک کام کرنے والے!
 اے حمزہ!
 اے مصیبتوں کو دور کرنے والے!
 اے حمزہ!
 اے رسول اللہ کا دفاع کرنے والے!

اور صحابی رسول حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں:-
 ”حمزہ کی جدائی سے جگر کانپ اٹھے۔۔۔۔۔۔ ایسا صدمہ کوہ حرا کو بھی پہنچتا تو اس کی
 چٹانیں لرزا ٹھٹھیں۔۔۔۔۔۔ جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں۔۔۔۔۔۔ وہ
 اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتارتے تھے۔۔۔۔۔۔ تو جب ان کو ہتھیار لگائے فخر
 سے چتا ہوا دیکھتا تو ایسا معلوم ہوتا جیسے خاکستری رنگ اور مضبوط پنچوں والا ایال دار شیر
 چلا آرہا ہے۔۔۔۔۔۔ جو نبی کریم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے
 ہیں۔۔۔۔۔۔ انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی۔۔۔۔۔۔ انہوں نے جب
 موت کو گلے لگایا تو ان کے فرق اقدس پر شتر مرغ کے پر کا نشان لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ
 مجاہدین کی اس جماعت میں تھے جس نے نبی ﷺ کا دفاع کیا اور جان کی بازی لگا
 دی۔“

ہاں، امیر حمزہ، سینہ چاک، دل فگار اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔۔۔۔۔۔
 پیمان وفا پورا کیا، محبت کا حق ادا کیا۔۔۔۔۔۔ جان جاناں کے قدموں پر جاں عزیز قربان
 کردی اور جاتے جاتے عاشقوں کو یہ پیغام دے گئے۔۔۔۔۔۔ دیکھنا! جب خلوص و محبت
 سے اسلام کا پیغام لے کر آگے بڑھو تو ڈرنا نہیں، بڑھتے چلے جانا۔۔۔۔۔۔ دیکھنا! کوئی

گستاخ رسول شان رسالت مآب ﷺ میں زباں دارزی کرے تو اس کا سر پھوڑ دینا کہ یہ سراسی لائق ہے۔۔۔۔۔ دیکھنا! کوئی گستاخ رسول، دامن رسالت مآب ﷺ تار تار کرنے آگے بڑھے، مرجانا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا مگر دامن مصطفیٰ ﷺ پر آنچ نہ آنے دینا۔۔۔۔۔

آج بھی یہ صدائیں گونج رہی ہیں، سننے والے کان سن رہے ہیں!

جب میدان احد سے سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ تشریف لائے تو کھرام مچا ہوا تھا، انصار کی خواتین اپنے اپنے شہیدوں پر آنسو بہا رہی تھیں مگر اس جاں نثار، وفا شعار پر صرف وہ کریم آنسو بہا رہا تھا جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر گناہ گار امیوں کے لیے دعائیں کیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ اچانک یہ آواز آئی ”کیا حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں؟“۔۔۔۔۔ یہ آواز بجلی بن کر سب دلوں پر گرمی اور رونے والے امیر حمزہ پر بھی خوب روئے۔۔۔۔۔ پھر جب کوئی جاں بحق ہوتا تو پہلے امیر حمزہ کی یاد میں آنسو بہائے جاتے پھر جانے والے کا غم کیا جاتا۔

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقت سفر یاد آیا

غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کی شہادت قبول ہوئی، اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں جگہ عطا فرمائی، وہ جنت کی نہروں میں اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں، عرش کے سایے میں معلق قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آروز کنند

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک الگ ٹیلے پر دفن کیا گیا۔۔۔۔۔ ۵۹۰ھ / ۱۱۹۳ء

میں اس پر ایک عظیم گنبد بنا دیا گیا تھا جو بارہویں صدی ہجری تک موجود رہا۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ ہر سال امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء احد کے ایصالِ ثواب کے لیے یہاں تشریف لاتے تھے۔۔۔۔۔ ہاں، رے شہید ہونے والو! تم کو مبارک ہو کہ

وہ جان دینے لگے۔ تاریخ عالم نے یہ حیرت انگیز انقلاب نہیں دیکھا۔

از خیال حضرت جاناں زخود بیزار باش

بے خبر از خویش باش و باخبر از یار باش

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۹ سوال المکرم ۱۳۱۶ھ

کراچی (سندھ، پاکستان)

۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر رحمتیں نازل فرمائے اور بکثرت سلام بھیجے۔

یہ سید الشہداء، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے والوں کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے شیر، رسول اللہ ﷺ کے مبارک چچا، حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے مناقب ہیں، جن کے موتیوں کو پرونے اور جن کی چمک دمک ظاہر کرنے کا فریضہ، خاندان نبوت اور علمی خانوادے کے گوہر شب تاب، مشہور ”مولد نبوی“ (مولود برزنجی) اور شہداء بدر کے اسماء گرامی پر مشتمل کتاب ”جالیتہ الکلونی نظم اسماء شہداء بدر“ اور دیگر مفید اور جلیل کتب کے مصنف حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا ہے۔

یہ حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہما کے عظیم مناقب ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے جان کی بازی لگا دی، غزوہ احد میں جن کی شہادت پر ہمارے آقا و مولا اور حبیب مکرم ﷺ غمگین ہوئے، اس غزوہ کے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، وہ تاریخ جس کی بنیاد ان جانبازوں نے رکھی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ مناقب حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہونے والوں کے لیے کئی اسباق اور نصیحتیں اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔

ہم یہ مناقب جدید انداز میں نبی اکرم ﷺ کے عم محترم اور آپ کی آل و عزت کے معبین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کی رضا حاصل کرنے

کے لیے علم کی خدمت اور اشاعت ہوگی نیز اہل علم کی یاد دہانی اور بے علموں کی آگاہی کے لیے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی سیرت مقدسہ کا احیاء ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قیامت کے دن سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے، جس دن مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم اور مقبول عمل لے کر حاضر ہوگا، ہماری دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، شہیدوں اور شفاعت کرنے والوں کے سردار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت چچا کے حق میں قبول فرمائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے اللہ! ہمارے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اے رب کریم! اپنے دیے ہوئے علم سے ہمیں نفع عطا فرما اور ہمیں فائدہ بخش علم عطا فرما! آمین!

سبحان ربك رب العزت عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب

العالمين وصلى الله على سيدنا محمد و آله واصحابه اجمعين ○

ناشر

(دار المناقب، بیروت)

تذکرہ مولف رحمۃ اللہ علیہ

نام : سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم بن محمد رسول حسینی، برزنجی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مقام و منصب : بیس سال سے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ اور مسجد نبوی شریف کے خطیب رہے۔

ان کے بارے میں علماء کے تاثرات:

(الف) علامہ برزنجی مسجد نبوی شریف کے باب الاسلام کے اندر محفل درس منعقد کیا کرتے تھے، سید محمد مرتضیٰ زبیدی ان کے درس میں شامل ہوتے رہے، علامہ زبیدی ”الامام الفصیح البارع“ (بلند پایہ فصیح امام) کے القاب سے ان کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ ”انہیں تقریر کا حیران کن ملکہ حاصل تھا اور مذہب شافعیہ کی تفصیلات کے بڑے ماہر تھے۔“

(ب) مرادوی کہتے ہیں: ”شیخ فاضل، بلند مرتبہ، یکتائے زمانہ عالم، فنون کے ماہر، حضرات شافعیہ کے مفتی۔“

(ج) جبرتی نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا: ”وہ کلمہ حق کہنے میں بے باک اور امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔“

تصانیف:

- ۱- عقد الجوہر فی مولد النبی الازھر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
- ۲- جالیئہ الکرب باسماء سید العجم والعرب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
- ۳- قصتہ المعراج
- ۴- جالیئہ الکرد باسماء اصحاب سید الملائک والبشر (صحابہ کرام کے اسماء)
- ۵- الشقائق الاثر جیتہ فی مناقب الاشراف البرزنجیتہ (برزنجی خاندان کے بزرگوں کے مناقب)
- ۶- الطوالع الاسعدیہ من المطالع المشرقیہ۔
- ۷- الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانی (سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنه کے مناقب)

۸- الروض المعطار فيما بعدى السيد محمد من الاشعار

۹- النفع القرئى فى فتح جتہ جى۔

۱۰- التقلات الزهر من نتائج الرحلتہ والسفر

۱۱- البر العاجل باجابتہ الشیخ محمد غافل

۱۲- الفيض اللطيف باجبتہ نائب الشرع الشريف

۱۳- فتح الرحمن على اجوبتہ السيد رمضان

۱۴- نهوض الليث لجواب ابى الغيث۔

وفات : حضرت علامہ برزنجی ۱۱۸۳ھ میں یا ۱۷۱۰-۱۷۱۱ھ دارفانی سے رحلت فرما کر

جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔ (۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشیر و نذیر، اپنے اذن سے داعی الی اللہ، اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔ آپ کو عظیم ہیبت اور جلالت عطا فرمائی اور جسے سعادت اور عظمت کے لیے منتخب فرمایا اسے آپ کے ذریعے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرمائی، آپ کو آسمان وجود کا بدر منیر بنایا اور کائنات کے گوشے گوشے میں آپ کا روشن اور دل و دماغ میں اتر جانے والا ذکر پھیلا یا۔

آپ کو حکم دیا فاصدع بما تو سر (اے حبیب! تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے واشکاف بیان کرو) چنانچہ آپ نے خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، آپ کی دعوت کو جلد قبول کرنے کی توفیق ان معزز لوگوں کو دی گئی جنہیں آسان راستے کی سہولت دی گئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا، تو ان کے لیے اجر و ثواب ثابت ہوا اور خوشخبری۔

وہ پیکر جہاد نیزوں کے سائے میں یوں فخر سے کھیلتے رہے جس طرح شیروں کے بچے جنگل میں کھیلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ، آپ کی آل پاک، صحابہ کرام اور آپ کے آداب کے حامل وارثوں پر رحمتیں نازل فرمائے جب تک جہاد کے جھنڈے اور نشانات باندھے جاتے رہیں، مجاہدین کے دستے آگے بڑھتے رہیں اور دنیائے کفر پر حملے جاری رہیں۔ حمد و ثنا اور درود پاک کے بعد! نجات دینے والے کریم کے فضل کا محتاج جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی کہتا ہے کہ یہ دلکش اور روح پرور باغ ہے جس کی باد صبا حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے احوال کی خوشبو سے معطر ہے اور اس کی جو دو سخا کی بارش، حضرت سید الشہداء کے ہمراہ جام شہادت نوش کرنے والے

خوش بختوں کے موتیوں ایسے ناموں سے سیراب ہوتی ہے، ان حضرات نے دین مصطفیٰ ﷺ کی نصرت و حمایت میں اپنی جانوں کی بازی لگادی اور اسلام کے پھیلاؤ کا راستہ ہموار کر دیا۔

میرے دل میں اس باغ کے گھنے درختوں میں داخل ہونے، اس کے حوضوں کے چشموں سے سیراب ہونے، نور کے برجوں سے موتیوں کی بارش طلب کرنے اور ان موتیوں کو مندرجہ ذیل سطور کی لڑی میں پرونے کا خیال پیدا ہوا، تاکہ انہیں حضرت سید الشہداء کے مزار مقدس کے پاس مقرر عمل (ایصال ثواب) کے بعد پڑھا جائے، خصوصاً آپ کی خصوصی زیارت (۲) کی رات جس کی روشن صبح ابر آلود نہیں ہوتی بلکہ اجلی اجلی ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور باکمال بندوں کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں حاصل کی جائیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ سیدنا حمزہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم، نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں، ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثویبہ نے ان دونوں ہستیوں اور حضرت ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر) کو دودھ پلایا تھا۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی عمر نبی اکرم ﷺ سے دو سال اور ایک قول کے مطابق چار سال (۳) زیادہ تھی، ان دونوں ہستیوں کو مختلف اوقات میں (۴) دودھ پلایا گیا، حضرت سید الشہداء اور حضرت صفیہ (نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی) کی والدہ، ہالہ بنت اہیب بن عبدمناف بن زہرہ، نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچا زاد بہن تھیں۔

آپ کی اولاد میں سے پانچ بیٹے تھے، چار کے نام یہ ہیں

۱۔ یعلیٰ (۵) ۲۔ عمارۃ (۶) ۳۔ عمرو، اور ۴۔ عامر

دو بیٹیاں تھیں ۱۔ ام الفضل (۷) ۲۔ امامہ (۸) اس وقت حضرت سید الشہداء کی اولاد

میں سے کوئی نہیں ہے۔ (۹)

اللهم ادم نایم الرضوان علیہ
وامدنا بالامراراتی اود عنہا لیب

اے اللہ! ان پر رحمت و رضوان کی موسلا دھار بارش ہمیشہ برسا اور جو اسرار تو نے

ان کے پاس امانت رکھے ہیں، ان کے ساتھ ہماری امداد فرما۔ حضرت سید الشہداء بہادر، سخی، نرم خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیر تمندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے، بعثت کے دوسرے سال (۱۰) اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال (۱۱) مشرف باسلام ہوئے، اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابو جہل، نبی ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہا ہے تو آپ نے حرم مکہ شریف میں اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر کھل گیا۔ (۱۲)

حضرت امیر حمزہ نے نبی ﷺ سے گزارش کی — بھتیجے! اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے! — اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ ﷺ کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے، بعد ازاں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سید الشہداء ہی کے لیے تھا (۱۳)۔ جب ۶۲۳ھ / ۶۲۳ء میں حضور سید عالم ﷺ نے انہیں قوم جھنڈے کے علاقے میں سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا، جیسے کہ مدائنی نے کہا ہے (۱۴)۔ ابن ہشام نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے یہ اشعار نقل کیے ہیں (۱۵)۔

لما برحوا حتى انتلبت بغارة
لهم حيث حلوا ابتغى راحته الفضل
بامر رسول الله اول خالق
عليه لو لم يكن لاح من قبلي

○ وہ اسلام کی دشمنی سے باز نہیں آئے، یہاں تک کہ میں ان کے ہر ٹھکانے پر حملے کے لیے آگے بڑھا، فضیلت کی راحت حاصل کرنا میرا مقصود تھا۔

○ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر میں پہلا تلوار چلانے والا تھا جس کے سر پر جھنڈا تھا، یہ جھنڈا مجھ سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہما جنگ بدر میں اس حال میں شامل ہوئے کہ انہوں نے شتر مرغ (۱۶) کا پر اپنے اوپر بطور نشان لگایا ہوا تھا، انہوں نے اس جنگ میں زبردست جانبازی کا مظاہرہ کیا، رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں (۱۷) کے ساتھ لڑتے رہے، کفر کے سوراخوں کو بکھیر کر رکھ دیا اور مشرکین کو کاری زخم لگائے (۱۸)۔

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہم جنگ احد کے دن خاکستری اونٹ اور پھاڑنے والے شیر دکھائی دیتے تھے، انہوں نے اپنی تلوار سے مشرکین کو بری طرح خوف زدہ کر دیا، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔

غزوہ احد میں آپ نے اکتیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا، جیسے کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا (۱۹) پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیر اندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ سے کھل گئی، جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا، یہ واقعہ ہفتے کے دن نصف شوال کو ۳ھ (۲۰) یا ۴ھ (۲۱) (۶۲۳ یا ۶۲۵ء) کو پیش آیا، اس وقت آپ کی عمر ۵ سال تھی۔

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ سال (۲۲) اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۵۳ سال تھی۔ (۲۳)

پھر مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا، ان کی ایک عورت نے آپ کا جگر نکال کر منہ میں ڈالا اور اسے چبایا، لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اتار سکی، ناچار سے تھوک دیا۔ (۲۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ عورت آگ میں داخل نہ ہوتی، (۲۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔ (۲۶)

اللهم ادم دیم الرضوان علیہ

وامد نا بالا سرار التی اودعتها لربہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا، تو یہ منظر آپ کے دل اقدس کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں گزرا تھا، اسے دیکھ کر آپ کو جلال آگیا، آپ نے فرمایا:

”تمہارے جیسے شخص کے ساتھ ہمیں کبھی تکلیف نہ دی جائے گی، ہم کسی ایسی جگہ

کھڑے نہیں ہوئے جو ہمیں اس سے زیادہ غضب دلانے والی ہو۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتہم لعاقبوا بمثل ما عوقبتہم بہ، ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین وما صبرک الا باللہ، ولا تحزن علیہم ولا تک لی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا

والذین ہم محسنون۔ (۲۷)

(ترجمہ: ”اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے“ آپ صبر کیجئے! اور آپ کا صبر اللہ ہی کے بھروسے پر ہے“ آپ ان کے بارے میں غمگین اور تنگ دل نہ ہوں ان کے فریبوں کے سبب“ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکو کار ہیں۔“)

نبی اکرم ﷺ نے عرض کیا: ”اے رب! بلکہ ہم صبر کریں گے۔“
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے چچا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے، بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔“ (۲۸)

پھر ان کے جسد مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔
 نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے:

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے شیر! اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے! اے حمزہ! مصیبتوں کے دور کرنے والے! اے حمزہ! رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے!“ (۲۹)

یہ بھی فرمایا: ”ہمارے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ امیر حمزہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے“ ”حمزہ ابن عبدالمطلب“ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔“ (۳۰)

حاکم نیشاپوری، مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً (یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں۔ (۳۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **المن وعدناہ وعدنا حسنا فہو لاقبہ** (۳۲)۔

(کیا جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔)
 سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۳۳)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ہایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک واضیتہ مرضیتہ۔**

(۳۴)

ترجمہ: ”اے اطمینان والی جان! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔“ سلفی کہتے ہیں کہ اس سے مراد امیر حمزہ (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ (۳۵)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا، چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر ازخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی، ایک روایت ہے کہ حرم ڈال دی گئی۔ (۳۶)

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آپ کی نماز جناہ نہیں پڑھی، یہی زیادہ صحیح ہے (۳۷) یا ان کی نماز جنازہ کا نہ پڑھنا ان کی خصوصیت ہے (۳۸)۔ انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا، جہاں اس وقت ان کی قبر انور مشہور ہے (۳۹) اور اس پر عظیم گنبد ہے، یہ گنبد خلیفہ الناصر الدین اللہ احمد بن مسعود عباسی کی والدہ نے ۵۹۰ھ ۱۱۹۳ تعمیر کروایا۔

کہا جاتا ہے کہ قبر میں ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن محس (۴۰) اور حضرت مصعب بن عمر ہیں (۴۱)، بعض علماء نے کہا کہ حضرت شماس بن عثمان ہیں، آپ کے مزار شریف کے سربانے سید حسن بن محمد بن ابی نسی کے بیٹے عقیل کی قبر ہے، مسجد کے صحن میں بعض سادات امراء کی قبریں ہیں۔

اللهم ادم دیم الرضوان علیہ

وامدنا بالاسرار التي اودعتها لہ

جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو اپنے شہیدوں پر روتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ”لیکن حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں (۴۲)۔“ اور آپ پر گریا طاری ہو گیا، انصار نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے شہیدوں سے پہلے امیر حمزہ پر روئیں، ایک مدت تک انصار کی خواتین کا معمول یہ رہا کہ وہ جب بھی کسی میت والے گھر جاتیں تو پہلے حضرت امیر حمزہ پر روئیں (۴۳)۔
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم)

حضرت کعب بن مالک انصاری اپنے قصیدے میں اظہار غم کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ولقد هللت لفقء حمزة هدة

ظلت بن الجوف من ترعد

ولو انه لاجعت حراء بمثلہ

ولقد هددت لفقده حمزة هدة
 ظلت بين الجوف من ترعد
 ولو انه فجعته حراء بمثلها
 لرايت راسي صخرها يتهدد
 قرم تمكن من ذوابته هاشم
 حيث النبوة والند والسود
 والعاقر الكوم الجلاذ اذا غدت
 ربح يكاد الماء منها يجمد
 والتارك القرن الكمي معندلا
 يوم الكريهه والقنا يتقصد
 وتراه يرقل في الحديد كانه
 ذوبده ششن البرائن اربد
 عم النبي محمد وصفيه
 ورد الحمام فطلب ذاك المورد
 وافي المنيته معلما في اسرة

نصرو النبي ومنهم المستشهد (۲۴)

- امیر حمزہ کے رحلت فرما جانے سے مجھ پر ایسا دھماکہ ہوا ہے کہ میرا دل اور جگر لرز اٹھا ہے۔
- ایسا صدمہ اگر جبل حرا کو پہنچایا جاتا تو تو دیکھتا کہ اس کی چٹانوں کے دونوں کنارے تھرا اٹھتے۔
- وہ ہاشمی خاندان کے معزز سردار تھے جہاں نبوت، سخاوت اور سرداری ہے۔
- وہ طاقتور جانوروں کے گلے کو زخ کرنے والے تھے جب ٹھنڈی ہوا سے پانی جمنے کے قریب ہوتا تھا (یعنی سخت سردی کے موسم میں)
- جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں وہ بہادر مد مقابل کو کشتہ تیغ بنا دیتے تھے۔
- تو انہیں مسلح ہو کر فخر سے چلتا ہوا دیکھتا (تو کہتا کہ) وہ خاکستری رنگ والا، مضبوط پنجوں والا، ایال دار (شیر) ہے۔
- وہ نبی اکرم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی تو وہ جگہ خوشگوار ہو گئی۔

○ انہوں نے اس حال میں موت سے ملاقات کی کہ ان پر (شتر مرغ کے پر کا) نشان لگا ہوا تھا، وہ مجاہدین کی ایسی جماعت میں تھے جس نے نبی اکرم ﷺ کی امداد کی اور ان میں سے کچھ لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

اللهم ادم نيبم الرضوان عليه
وايد نابالاسرار التي اودعتها ليه

ان کے علاوہ جن حضرات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس دن شہادت سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اعمال صالحہ کی اچھی خبر اور زیادہ اجر دیا گیا، ان کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۳۵)

(۲)

مہاجرین:

ثقف بن عمرو، الحارث بن عقبہ، سعد حاطب کے مولیٰ، شماس بن عثمان، عبد اللہ بن محس، حضرت امیر حمزہ کے بھانجے، عبد اللہ بن الہیب، عبد الرحمن بن الہیب، عقریہ بن عقریہ، مالک بن خلف ————— مصعب بن عمیر، نعمان بن خلف یہی ابن قابوس ہیں۔

قبیلہ اوس:

انیس بن قنابہ، ایاس بن اوس بن عتیک، ثابت بن الدحداح، ثابت بن عمرو بن زید، ثابت بن و قش، حارث بن انس بن رافع، حارث بن اوس معاذ، حارث بن عدی بن خرشہ، حباب بن قینلی، حبیب بن زید بن تیم، حیل بن جابر، حنظلہ ابن ابی عامر، خد اش بن قنابہ، خیمہ بن حارث، رافع بن یزید، رفاعہ بن عبد المنذر، رفاعہ بن و قش، زیاد بن السکن، زید بن ودیعہ، سجع بن حاطب بن الحارث، سلمہ بن ثابت بن و قش، سہل بن رومی، سہل بن عدی، صیفی بن قینلی بن عمرو، عامر بن یزید، عباد بن سہل، عبد اللہ بن جیر بن نعمان، عبد اللہ بن سلمہ، عبید بن الیہان، عمارہ ابن زیاد بن السکن، عمرو بن ثابت، عمرو بن معاذ بن العثمان، عمیر بن عدی، قرہ ابن عقبہ، قیس بن حارث، مالک بن نمیلہ، معبد بن مخرمہ، یزید بن حاطب بن امیہ، یزید بن السکن، یسار ابو الہیثم کے مولیٰ، ابو حبیہ ابن عمرو بن ثابت، ابو حرام عمرو بن قیس، ابوسفیان بن حارث بن قیس۔

قبیلہ خزرج:

انس بن النضر، اوس بن الارقم بن زید، اوس ثابت بن المنذر، ایاس بن عدی، علبہ ابن سعد بن مالک، ثقب بن فروہ، الحارث بن ثابت بن سفیان، الحارث بن ثابت بن عبد اللہ الحارث بن عمرو، خارجہ ابن زید، خلاد بن عمرو بن الجموح، ذکوان بن عبد قیس، رافع غزیہ کے مولیٰ، رافع بن مالک، رفاعہ ابن عمرو، سعد بن الربیع، سعد عبید، سعد بن سوید بن قیس، سلمہ ابن ثابت بن و قش، سلیم بن الحارث، سلیم بن عمرو، سہل بن قیس بن ابی کعب، ضمیرہ بن عمرو، عامر بن امیہ، عامر بن مغلد، عباس بن عبادہ، عبد اللہ بن الربیع، عبد اللہ بن عمرو بن وہب، عبد اللہ بن قیس، عبدۃ بن الحساس، ابن المعلیٰ بن لوزان، عتبہ ابن ربیع، عمرو بن الجموح، عمرو بن قیس بن زید، عمرو بن مطرف بن طقمہ، عسرہ مولیٰ سلیم، ایاس بن زید، عمرو بن مطرف بن قیس بن عمرو، قیس بن مغلد، کیسان مولیٰ بنی النجار، مالک بن ایاس، مالک بن سنان، الجذربن زیاد، نعمان بن عبد عمرو، نعمان بن مالک بن ثعلبہ، نوفل بن عبد اللہ، ابوایمین مولیٰ بن الجموح، ابو ہیرہ ابن الحارث، ابو زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

اس میں شک نہیں کہ التباس سے محفوظ، راجح قول کے مطابق شہداء حد کی تعداد ستر ہے، (۳۶) اس تعداد میں زیادتی، تفصیل میں اختلاف کے سبب پیدا ہوئی، جیسے کہ حضرت ابن سید الناس نے بیان فرمایا: (۳۷)

”اے اللہ! ان سب سے راضی ہو اور ہمیں بہتر نصرت و امداد عطا فرما۔“

(۳)

شہداء کے بارے میں وہ فضائل وارد ہیں جن کے سننے والے کو فضیلت اور زینت حاصل ہوتی ہے، یہ وہ نفس فضائل ہیں جن تک امنگوں اور آرزوؤں کی رسائی نہیں ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کا رنگ خون جیسا اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔“ (۳۸)

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ

تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں جگہ عطا فرمائی، وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں معلق قندیلیوں میں آرام کرتے ہیں، جب انہوں نے بہترین کھانے اور شاندار استقبال دیکھا تو انہوں نے کہا:

”کاش ہمارے بھائی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا کچھ تیار کیا ہے، تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور جنگ سے منہ نہ موڑ لیں۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تمہاری طرف سے میں انہیں پیغام پہنچا دیتا ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ (۴۹)

ولا تحسبن الذی قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما آتاهم اللہ من فضلہ ويستبشرون بالذین لم يلحقوا بهم من خلفهم ان لا خوف علیہم ولا هم يحزنون۔ (۵۰)

”اور تم اللہ کے راستے میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ ہرگز گمان نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، اس نعمت پر خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی اور خوش ہوتے ہیں ان لوگوں کے ذریعے جو ان سے لاحق نہیں ہوئے ان کے پیچھے سے، اس بات پر کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔“ (۵۱) (یہ دنیا کی زندگی جیسی حقیقی زندگی ہے۔)

شہداء کرام نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں اس لیے نہیں کہ انہیں کھانے پینے کی حاجت ہے بلکہ محض انعام و اکرام کے طور پر (۵۲) وہ اپنی قبروں سے نکلتے ہیں، دنیا اور عالم بالا میں تصرف کرتے ہیں (۵۳)، تمہارے لیے یہ کافی ہے کہ انہیں ایسے فضائل حاصل ہیں جن میں وہ انبیاء کرام کے ساتھ شریک ہیں۔

چالیس سال کے بعد شہداء احد کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسم تروتازہ تھے، ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے اور ان کی قبروں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی (۵۴)۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کے پاؤں پر کدال لگ گیا تو اس سے خون بننے لگا، جیسے کہ انسان العیون میں ہے (۵۵)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے والد ماجد (حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ چہرے کے زخم سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون بننے لگا، ہاتھ دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ (۵۶)

علامہ بقاعی بلقاء کے رہنے والوں کی قابل اعتماد جمعیت سے روایت کرتے ہیں (۵۷) کہ انہوں نے مقام موتہ (شام کی ایک جگہ جہاں غزوہ موتہ واقع ہوا) میں شہداء موتہ کو

اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلتے پھرتے دیکھا، دیکھنے والا جب اس جگہ پہنچا جہاں ان شہدا کو دیکھا تھا تو وہ اس جگہ سے دور کسی اور جگہ دکھائی دیے، اسی طرح وہ اس کی نظروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔

نبی اکرم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں بیان فرمایا کہ جو شخص قیامت تک ان کی زیارت کرے گا اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرے گا تو وہ اسے جواب دیں گے (۵۸)۔ نیک لوگوں کی ایک جماعت نے سنا کہ جس شخص نے شہداء احد کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

نبی اکرم ﷺ ہر سال کے آخر میں شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور فرماتے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

”تم پر سلام ہو تمہارے صبر کے سبب، دار آخرت کیا ہی اچھا دار ہے۔“ اہل مدینہ رجب کے مہینے میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی زیارت کرتے ہیں، یہ حدیث اس عمل کی دلیل بن سکتی ہے، جنید مشرعی کے خاندان کے بعض افراد نے اس زیارت کو رواج دیا، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما انہیں زیارت کا حکم دے رہے ہیں (۵۹)۔

(۴)

○ اے اللہ! ان سب شہدا سے راضی ہو، اور ہمارے لیے عظیم ترین ناصر اور مددگار ہو!

جب ہمارا راہوار قلم اپنا سفر طے کر چکا اور ہر صاحب عقل و خرد کے لیے شہداء کی حقیقی زندگی سے مقصود واضح ہو گیا تو ہم شہدا کرام کے جو دو سخا کے بادل سے لطف و کرم کی بارش طلب کرنے اور ان کے اخلاق عالیہ سے فیض اور بخشش کے روح پرور موتیوں کی برسات کی درخواست کرنے کے لیے انہیں یاد کرتے ہیں۔

○ اے شہداء کرام! اے ارجمندو! تم نے فوز و فلاح کا مقصد جلیل حاصل کر لیا اور رب کریم کی خوشنودی کے لیے تلوار کے سائے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا، تمہیں یہ نوید جا فرمادی گئی۔

فا تبشروا بیعکم الذی باہتم بہ

تمہیں یہ سودا مبارک ہو جس میں تم نے (اپنی جانوں کو) بیچ دیا ہے۔
تو جنت تمہارا ٹھکانا بن گئی اور تم نے اپنی تلواروں کے لیے مشرکوں کی کھوپڑیوں کو
میان بنا دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہیں راضی کر دیا۔
○ تمہارے فضائل قرآن پاک نے بیان کیے ہیں، تم وہ اصحاب محبت ہو جنہیں تعظیم
و تکریم کی مختلف قسموں سے نوازا گیا، تم وہ زندہ جاوید ہو جنہیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے
اور تمہارے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔
○ تمہاری ذات مطلع انور ہے، تم برکت اور امان کے چمکتے ستارے ہو، تم کامیابی اور
رضائے الہی کے سفیر ہو، تم نے بلند و بالا نیزوں کے درمیان جانبازیوں کی بدولت شہادت
کا عالی ترین جام نوش کیا، تم سراپا کرم سردار ہو، مقابلے کے وقت تمہارا ایک ہی مطالبہ
تھا کہ اترو اور سامنے آؤ، تم ہدایت کے درخشندہ ستارے ہو، تم دشمنوں کے لیے شہاب
مناقب ہو، ہر دوست کے لیے تریاق اور ہر دشمن کے حق میں زہر بلاہل ہو، تم خوفناک
حادثے میں امداد فراہم کرنے والے اور ہر رسوا کن تکلیف کے وقت جائے پناہ ہو۔
○ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے فقیر ہیں، آپ کے اونچے پہاڑ کے پہلو میں
پناہ لینے والے کمزور ہیں، آپ کی مضبوط اور ناقابل شکست رسی کو پکڑنے والے ہیں اور
آپ کے مستحکم وسیلے کو اپنانے والے ہیں جو مقصد تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔
○ آپ ہمارے غم دور کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، ہماری مصیبت جلد دور کیجئے!
ایک لمحے کے لیے اپنی اکیر نظر کی سعادت بخشئے! اپنی عنایت کی خوشبو کا ایک جھونکا ہمیں
عنایت فرمائیں، قوت و طاقت کے ساتھ ہماری امداد فرمائیں اور ایسے عزم اور ہمت سے
ہماری دستگیری فرمائیں کہ دشمنوں کا ہر حملہ اور مکر پسا ہو جائے۔
○ سادات کرام! اگرچہ ہم دستگیری کے لائق نہیں ہیں لیکن آپ حضرات تو لطف و
عنایت اور چشم پوشی کے اہل ہیں اگر ہمارے اعمال کے راستے انتہائی ناہموار ہیں لیکن
آپ کی بارگاہ تو پناہ گزینوں کے لیے پر سہولت اور کشادہ ہے۔
○ اے اللہ! اے وہ ذات جس کی بارگاہ بے کس پناہ میں زمین و آسمان کی مخلوقات کی
آوازیں فریاد کناں ہیں، جسے سوالات مغالطے میں نہیں ڈال سکتے، جس کے لیے زبانوں کا
اختلاف اور سوالات کی کثرت کوئی مسئلہ نہیں۔
○ اے وہ ذات کہ تو محتاجوں کی حاجتوں کا مالک ہے اور امیدواروں کے دلوں کی باتیں
جاننے والا ہے، ہم تجھ سے ارباب فضیلت کے دوہا اللہم انزل علیہم کے طفیل دعا کرتے ہیں،

جن کا راز بلندیوں اور پستیوں کے چہروں میں سرایت کیے ہوئے ہے، وہ آیات بینات کا نور اور کلمات تامہ کے رسول، عالم بالا کی مخلوقات کے امام اعظم، میدان محشر کے کلام کرنے والے خطیب، ذات باری تعالیٰ کی مراد کے سفیر اور اسماء و صفات کی جلالت کے پاسبان ہیں اور آپ کی آل پاک کے طفیل جن کے نیکو کاروں اور خطا کاروں کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی اور ہر ایمان دار مرد اور عورت کو ان کی محبت کی تلقین فرمائی اور آپ کے صحابہ کرام کے طفیل جنہوں نے ازل سے مقرر کردہ سعادت کی بدولت اسلام کی قوت کو مستحکم کیا، خصوصاً وہ صحابہ کرام جنہوں نے تیری خوشنودی کے لیے جان کی بازی لگا دی اور ان کا خاتمہ شہادت پر ہوا۔

(۱) ہماری درخواست یہ ہے کہ ہماری دعا قبول فرما، اپنے فضل کے فیض سے ہمارے برتن بھر دے، ہمارے عیوب کو ڈھانپ دے، ہماری بے چینیوں کو چین عطا فرما، ہمارے مقاصد پورے فرما، ہمیں ان کاموں کی توفیق عطا فرما، جو ہمیں موت کے بعد فائدہ دیں، ہمارے درجات بلند فرما، ہمیں عظیم اجر و ثواب عطا فرما، اپنی رضا سے ہماری آنکھوں کو نمٹڈک عطا فرما، ہمارے ذمہ حقوق اور قرضوں سے ہمیں سبکدوش فرما، ہماری اولادوں کی اصلاح فرما، ہماری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما، ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے باطن تیرے ذکر سے مسرور ہیں، جو تیرے شکر سے رطب اللسان ہیں جو تیرے احکام کے لیے سراپا اطاعت ہیں، جن کے دل تیری وعید اور خفیہ تدبیر سے لرزاں ہیں، تنہائیوں میں تجھے یاد کرنا ان کا میدان ہے اور اسی میں ان کا دل خوش رہتا ہے، سحری کے اوقات میں عرض نیاز سے انہیں راحت ملتی ہے اور ان کا دل و دماغ معطر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے لیے باغ و بہار ہے اور قرآن پاک کی تلاوت ان کے لیے نعمتوں اور برکتوں کا خزانہ ہے۔

○ اے اللہ! اس روشن انوار والی بارگاہ کے صاحب (حضرت امیر حمزہ) کے طفیل ہماری دعا ہے کہ ہم سب کو آتش جہنم کے شعلوں سے رہائی عطا فرما، کدورتیں دور فرما، ہلاکتوں سے محفوظ فرما، بکثرت بارشیں عطا فرما، اشیاء ضرورت سستی فرما، اطراف و جوانب کو امن عطا فرما، قریب و بعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما، ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما، اسلامی لشکروں کو اپنی نصرت سے تقویت عطا فرما، اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا۔

○ اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر! ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر

ہوئے ہیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کی درخواست قبول کی جائے گی، ہم نے اپنی امیدوں کے کجاوے آپ کی بارگاہ میں اتارے ہیں، آپ کے دربار کرم میں حاضر ہیں، آپ کی شان یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیں نظر انداز کر دیں، ہم نے آپ کی جو دو سخا کے بھرپور برسنے والے بادلوں سے بارش طلب کی ہے۔

یا رب قد لنا بعم نبینا

رب المظاہر قد مت اسرارہ

فاقل عشار من استجار بعمہ

او زارہ لتکفرون اوزارہ

والطف بنا فی المعضلات فاننا

بجوار من لا شک یکریم جارہ

واختم لنا بالصالحات اذا دنا

سنا الحمام وانشب اظفارہ

ثم الصلاة علی ملاتہ ہاشم

من طاب محتہ وطاب نجارہ

والال وصحب الکرام اولی التقی

صید الانام ومن ہم انصارہ

ما انشدت طربا مطوقہ الشطی

اوناح بالالغان فیہ ہزارہ

○ اے رب کائنات! ہم نے مظهر نعمت و قدرت اپنے نبی ﷺ کے چچا کی پناہ لی ہے، ان کے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔

○ اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی ہے یا گناہوں کی مغفرت کے لیے ان کی زیارت کی ہے۔

○ مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما، کیونکہ ہم اس ہستی کے جوار میں ہیں جو بلاشک و شبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔

○ جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے نیچے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرماتا۔

○ پھر صلوات و سلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر جن کا حسب و نسب طیب و طاہر ہے۔

○ اور مخلوق کے سرداروں اور نبی اکرم ﷺ کے مددگاروں، اور تقویٰ شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوات و سلام ہو۔

○ جب تک کسھی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہماتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرار ہے۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب

○ العالمين

تعلیقات و حواشی

۱- (۱) تذکرہ کے مراجع و ماخذ :

- | | |
|----------------------|------------------------|
| المعجم المخص (مخطوط) | (۱) التزیدی |
| الاطلام، ۲/۱۲۳ | (۲) الزرنکی |
| عجائب الآثار، ۱/۳۰۳ | (۳) الجبیتی |
| سلک الدرر، ۲/۹ | (۴) المرادی |
| ہدیۃ العارفین، ۱/۲۵۵ | (۵) اسمعیل باشا بغدادی |
| معجم المؤلفین، ۳/۱۳۷ | (۶) عمر رضا کمالہ |

(۲) زمانہ ماضی میں اہل مدینہ کا معمول تھا کہ ماہ ربیع کی بارہویں رات حضرت سید الشہداء کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے اور اجتماع میں آپ کی سیرت اور غزوه احد کا تذکرہ ہوتا۔

(۳) ابن عبدالبر نے کہا کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، (الاستیعاب، ۱/۲۷۱) جب کہ ابن اثیر نے اسے صحیح قرار دیا ہے، (اسد الغابہ، ۲/۵۱)

(۴) استیعاب (۱/۲۷۱) میں ہے کہ ثویبہ نے ان دو ہستیوں کو دو زمانوں میں دودھ پلایا، ابن سعد (طبقات، ۱/۸۷) میں حضرت برہ بنت ابی تجرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل ثویبہ نے اپنے بیٹے مسرج کے ساتھ، حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے سے پہلے چند دن دودھ پلایا، آپ سے پہلے وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلا چکی تھیں اور آپ کے بعد ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو دودھ پلایا، (دیکھئے ذخائر العقبی، ص ۱۷۲)

(۵) ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو یعلیٰ تھی (الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ الطبقات، ۳/۵)۔ مفتی الصفوة، ۱/۲۷۰

- (۶) ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو ہریرہ تھی (الاستیعاب، ۲/۱، الاصابہ، ۱/۳۵۳۔ الطبقات، ۳/۵۔ سنن العنقوت، ۱/۳۷۰)
- (۷) اسد الغابتہ، ۴/۳۷۸
- (۸) دیکھئے طبقات ابن سعد، ۳/۵۔ سنن العنقوت، ۱/۳۷۰
- (۹) ابن سعد کہتے ہیں کہ امیر حمزہ بن عبد المطلب کی اولاد اور نسل باقی نہیں رہی (الطبقات، ۳/۵)
- (۱۰) اسد الغابتہ، ۲/۵۱۔ الاصابہ، ۱/۳۵۳۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱
- (۱۱) الطبقات، ۳/۶۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ سنن العنقوت، ۱/۳۷۰
- (۱۲) الطبقات، ۳/۶۔ اسد الغابتہ، ۱/۵۲۔ السیرۃ الخلیفہ، ۱/۲۹۷۔ مستدرک، ۳/۲۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام، ۱/۲۹۲۔ سنن العنقوت، ۱/۳۷۰
- (۱۳) اسد الغابتہ، ۱/۵۲۔ الطبقات، ۳/۶۔ الاصابہ، ۱/۳۵۳۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ مین ابثر، ۱/۳۵۵۔ ابن ہشام، ۱/۵۹۵۔ دلائل النبوة، ۳/۸۔ مواہب لدنیہ، ۱/۳۳۶۔ البدایہ والنہایہ، ۳/۲۵۲۔ صفوة العنقوت، ۱/۳۷۰۔ ذخائر العقبی، ص ۱۷۵، امتاع الاسمان، ۱/۵۱۔ الواقدی، ۱/۹
- (۱۴) ابوالحسن علی بن محمد المدائنی ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے، فتوح اور مغازی نے عام ۲۲۲ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء، ۱۰/۴۰۰)
- (۱۵) ابن ہشام نے وہ قصیدہ نقل کیا جس کا پہلا مصرع ہے الابا القومی للتعلم والجهل۔ اس سے پہلے انہوں نے کہا کہ اکثر اہل علم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اشعار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں (ابن ہشام، ۱/۵۹۶۔ البدایہ والنہایہ، ۳/۲۳۴)
- (۱۶) اسد الغابتہ، ۱/۵۲۔ ذخائر العقبی، ص ۱۷۴
- (۱۷) ایضاً، ۱/۵۲۔ تہذیب الاسماء واللغات، ۱/۱۶۸
- (۱۸) ایضاً، ۱/۵۲
- (۱۹) تہذیب الاسماء واللغات، ۱/۱۶۹
- (۲۰) اسد الغابتہ، ۱/۵۲
- (۲۱) علامہ حلی، سیرت حلبیہ (۲/۲۱۶) میں غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ ماہ شوال ۳ھ میں تھا، اس پر جمہور اہل علم کا اتفاق ہے، ۳ھ کا قول شاذ ہے (اور غیر معتبر)
- (۲۲) اکثر روایات اسی قول کی تائید کرتی ہیں (الطبقات، ۳/۶۔ اسد الغابتہ، ۲/۵۳۔ الاستیعاب، ۱/۲۷۱۔ رفع الحفاء، ۱/۲۱)
- (۲۳) ابن اثیر نے ان روایات اور دیگر روایات کا اختلاف بیان کیا ہے۔ (اسد الغابتہ، ۱/۵۴)

(۲۶) قریش نے شہداء احد اور فصوصاً حضرت امیر حمزہ کا مثلہ کیا۔ (دیکھتے: ابن ہشام، ۹۱/۲۔ المنظم، ۳

۱۶۹، البقیات، ۹۶/۳۔ میراج امام اسب، اسد الغابت، ۵۳/۱۔ سیرت حلبیہ، ۲۴۶/۲۔ الواہب الدنیہ، ۱/

۳۰۔ البری، ۲۲۲۔ دلائل النبوة، ۲۸۵/۳۔ امتاع الاسماع، ۱۵۳/۱۔ الواقدی، ۲۸۶/۱)

۱۵۳/۱۔ الواقدی، ۲۸۶/۱)

(۲۶) البقیات میں ہے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ نے آگ پر حمزہ کے گوشت کے کسی بھی حصے کے چکھنے کو

آگ پر بیٹھنے کے لیے فرمایا ہے۔“ ایک روایت میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ تم کسی حصے کو

آگ میں داخل فرمائے۔“ (۸۰۳۔۷) البدایہ والنہایہ میں بھی یہی کہ ہیں (۴۲/۳) ذخائر العقبیٰ ص

۱۵۳۔ امتاع الاسماع، ۱۵۳

(۲۷) سارة الشمس آیت ۱۲۶

(۲۸) دیکھتے: اسد الغابت، ۵۳/۲۔ میراج امام اسبلاء، ۱۸۰/۱۔ الاصابہ، ۳۵۴/۱۔ الاستیعاب، ۲۷۵/۱۔

البقیات، ۹۶/۳۔ السیرۃ الخلیفہ، ۲۴۶/۲۔ البری، ۲۲۲/۲۔ الواہب الدنیہ، ۴۰۷/۲۔ دلائل النبوة، ۳

۱۸۸۔ ۲۸۶۔ المستدرک، ۲۱۸/۳ (۴۴۸۷)۔ عنفت العنوة، ۳۷۵/۱۔ البدایہ والنہایہ، ۴۱/۳۔

المنظم، ۳۳۳۔ ۱۸۲۔ بل الحمیدی والرشاد، ۳۲۸/۳۔ امتاع الاسماع، ۱۵۳/۱۔ الواقدی، ۳۳۱/۱۔

(۲۹) المستدرک، ۲۱۸/۳ (۴۸۹۳) (۴۹۹۸) الاصابہ، ۳۵۴/۱۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۸۱۔ السیرۃ الخلیفہ،

۲۲۶/۲۔ رفع الخفاء، ۲۲۶/۱۔ بل الحمیدی والرشاد، ۳۲۷/۳

(۳۰) ابن ہشام، ۹۶/۳۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۶۔ السیرۃ الخلیفہ، ۲۴۷/۲۔ المستدرک، ۲۱۹/۳

(۴۹۹۸)۔ البدایہ والنہایہ، ۴۱/۳۔ بل الحمیدی والرشاد، ۳۲۸/۳۔ امتاع الاسماع، ۱۵۳/۱۔ رفع الخفاء، ۲۲۶

الواقدی، ۲۹۰/۲۔ وفاء الوفاء، ۹۳۵/۲۔ ابن الجارح، ص ۳۳۷

(۳۱) المستدرک، ۲۲۰/۳ (۴۹۰۰)

(۳۲) سارة الشمس، آیت ۶۱

(۳۳) ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۷

(۳۴) سارة الفجر، آیت ۲۷

(۳۵) ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۷

(۳۶) البقیات، ۱۰/۳۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۸۱۔ ۸۰۔ اسد الغابت، ۵۵/۲۔ ۵۳۔ بل الحمیدی والرشاد، ۳

۳۳۰۔ السیرۃ الخلیفہ، ۲۴۷/۲۔ امتاع الاسماع، ۱۶۱/۱۔ الواقدی، ۳۱۱/۱

(۳۷) اس میں اختلاف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔ بعض

محدثین نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور بعض نے نفی

آیت میں جن شہداء کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟“ (.....) ہمور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ شہداء حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، البتہ اس سلسلے میں اختلاف ہے (کہ وہ کس طرح زندہ ہیں؟) بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کی قبروں میں روہیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں، چنانچہ وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ہمور کے علاوہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مجازی زندگی ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں جنتی نعمتوں کے مستحق ہیں، پہلا قول صحیح ہے اور مجازی طرف رجوع کرنے کا کوئی باعث نہیں ہے۔

ابن قیم کتاب الروح (ص ۵۱) میں لکھتے ہیں کہ ”شہداء کی زندگی کی دلیل یہ ہے کہ وہ قتل ہونے اور وفات کے باوجود اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، خوش اور مسرور ہیں اور یہی دنیا میں زندہ لوگوں کی صفت ہے۔“

حافظ سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ (۲/۵۲) میں شیخ تقی الدین سبکی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قبر میں انبیاء اور شہداء کی زندگی ایسی ہی ہے جیسی دنیا میں تھی (.....) ان کی زندگی کے حقیقی زندگی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے جسم ایسے ہی ہوں جیسے دنیا میں تھے، اسی طرح شرح الصدور (ص ۲۷۶) میں ہے۔

ابن رجب حنبلی اپنی کتاب ”اعمال القبور“ (ص ۲۷۲) میں فرماتے ہیں ”اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہداء زندگی میں زندوں کے ساتھ شریک ہیں۔“

(۵۲) ابن القسیم نے کتاب الروح (ص ۵۷) میں حضرت ابن عباس کی وہ حدیث بیان کی جس کی مناسبت سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا (آیت) اس کے بعد کہتے ہیں کہ ”اس سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کھاتے پیتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں اور کلام کرتے ہیں“ علامہ نسفی تفسیر (۱/۱۹۳) میں فرماتے ہیں ”یوزقون شہداء کو باقی دوسرے زندوں کی طرح رزق دیا جاتا ہے، وہ کھاتے اور پیتے ہیں، یہ ان کے زندہ ہونے اور ان کے حال کا بیان ہے۔“

(۵۳) ابن قیم کتاب الروح (ص ۱۳۱-۱۳۲) میں لکھتے ہیں کہ ”مختلف لوگوں کی خوابوں سے جو اترتے روحوں کے ایسے افعال ثابت ہیں جنہیں وہ بدن کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت میں انجام نہیں دے سکتیں، مثلاً ایک دو یا چند افراد نے بڑے لشکروں کو شکست دے دی، کتنی دفعہ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہوئی، ان کی ارواح مبارک نے کفر اور ظلم کے لشکروں کو شکست دی، وہ لشکر ساز و سامان اور تعداد کی زیادتی کے باوجود مغلوب ہو گئے، حالانکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی کم تھے۔ یہ امر معلوم ہے کہ شہداء کرام انبیاء، نظام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے، اس جگہ ایسی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض فضائل انبیاء اور شہداء میں مشترک ہیں، دیکھئے شرح الصدور“

(۵۴) دیکھئے، 'الواقعی'، ۲۶۷/۳۔ 'البدایہ والہدایہ'، ۳۳/۳۔ 'دلائل السبوة'، ۳/۳۹۱۔ 'سبل النہدی والرشاد'، ۳۶۹/۳

(۵۵) 'انسان العیون' (السیرة الخلیفہ) ۲۵۰/۳۔ ابن شیبہ، ۱/۱۳۳۔ 'وفاء الوفاء'، ۲/۹۳۸

(۵۶) دیکھئے سابقہ حوالے، 'المختصر'، ۲۱۹/۱۔ 'تفسیر البیہ'، ۹۳/۹۔ 'تفسیر خازن'، ۲۹۷/۳۔ 'وفاء الوفاء'، ۹۳۹/۳

(۵۷) 'ربان الدین ابراہیم بن عمر الرباطی البقاعی الشافعی'، محدث، 'مفسر اور مورخ تھے'، ۸۰۹ھ (۱۴۰۶) میں پیدا ہوئے، ۸۸۵ھ میں وفات پائی (شذرات الذهب، ۵۰۹/۵)

(۵۸) 'سبل النہدی والرشاد'، ۳۷۰/۳۔ 'البدایہ والہدایہ'، ۳۶/۳۔ 'دلائل السبوة'، ۳/۳۰۷۔ شرح 'الصدور'، ص ۲۷۳۔ 'تفسیر الخازن'، ۲۹۷/۳۔ ابن شیبہ، ۱/۱۳۲

(۵۹) 'واقعی' کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کیا کرتے تھے، اور سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس معاملہ میں پی پی بی بی (دیکھئے، 'المغازی'، ۱/۳۱۳۔ ابن شیبہ، ۱/۱۳۲۔ 'دلائل السبوة'، امام تہجدی، ۳/۳۰۶۔ 'البدایہ والہدایہ'، ابن اثیر، ۳/۳۶۷۔ 'وفاء الوفاء'، ۲/۹۳۲) اور یہ دلیل ہے کہ اہل مدینہ اور دیگر حضرات کے لیے ہر سال شہداء احد کی زیارت کرنا سنت ہے، 'حضرت معنف نے جو بیان کیا ہے کہ بعض حضرات نے خواب میں حضرت امیر تنزیہ کو زیارت کا حکم دیتے ہوئے دیکھا (تو اس میں کوئی بعد نہیں ہے) کیونکہ اصحاب قبور کی روحوں کا زندوں کی روحوں سے ملاقات کرنا ثابت ہے (دیکھئے کتاب الروح ص ۲۵۳۔ شرح الصدور ص ۳۵۱) حضرت معنف کے بیان کردہ حضرات کے علاوہ دوسرے افراد کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

مآخذ ومراجع

- ۱- قواعد سبأ سابقاً: المعجم المفهرس الثماني للقرآن الكريم
- ۲- سبأ سابقاً: الاستيعاب
- ۳- ابن الأثير: اسد الغاب
- ۴- ابن سعد: الطبقات النبوية
- ۵- حامة المستدرک
- ۶- برهان الدين حلي: السرة الحليبية (لسان العيون)
- ۷- القسطلاني: المصباح اللدني
- ۸- ابن شيرازي: البدايت والنهات
- ۹- ابن الجوزي: المنتظم
- ۱۰- المقرئ: امتاع الاملح
- ۱۱- ابن حجر العسقلاني: الناصب
- ۱۲- قرطبي: التذکر
- ۱۳- ابن القيم: الروي
- ۱۴- ابن بشامه: السيرة النبوية
- ۱۵- السيوطي: انباء الانبياء بحياة الانبياء
- ۱۶- السيوطي: الحاوي للفتاوى
- ۱۷- واقدي: المغازي
- ۱۸- السيوطي: الخصائص النبوية
- ۱۹- ابن رجب الحنبلي: احوال القبور
- ۲۰- ابن عبد البر: التمهيد
- ۲۱- ابن عبد البر: البيان والتحصيل
- ۲۲- ابن التجارة: الدررة الشميني تاريخ امدين
- ۲۳- ابى البركات النسفي: تفسير النسفي
- ۲۴- ابن شبر: تاريخ امدين النورة
- ۲۵- الرازي: التفسير الكبير
- ۲۶- الاصبهاني: الرغيب والترهيب
- ۲۷- النووي: تمزيب الاسماء والملفات
- ۲۸- الطبري: جامع البيان في تأويل القرآن
- ۲۹- البيهقي: حياة الانبياء
- ۳۰- البيهقي: من النبوة
- ۳۱- الطبري: ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى
- ۳۲- الذهبي: ذيل تذكرة الحفاظ
- ۳۳- النووي: رفع الحفا شرح ذات الشفاء
- ۳۴- ذهبي: سير اعلام النبلاء
- ۳۵- سائق: من الهدى والرشاد
- ۳۶- السجستاني: سنن ابى داود
- ۳۷- القزويني: سنن ابى ماجه
- ۳۸- السيوطي: شرح اسدود شرح حال امهات قبور القبور
- ۳۹- ابن العماد الحنبلي: شذرات الذهب في اخبار من ذهب
- ۴۰- ابن الجوزي: صفته الصفوة
- ۴۱- ابن يبراق: ميوون الاثر
- ۴۲- ابن حجر العسقلاني: فتح الباري شرح صحيح البخاري
- ۴۳- تقي الدين السبكي: فتاوى السبكي
- ۴۴- السهودي: وفاء الوفاء باخبار دار المنعنى
- ۴۵- الشيباني: مسند امام احمد
- ۴۶- صابوني: مختصر تفسير ابن كثير
- ۴۷- ابن منظور: لسان العرب





